

Zainab Alert, Response and Recovery Act (ZARRA) 2020

تجزیہ

مذکورہ بل وفاقی حکومت کی جانب سے قصور کی بچی نیب کے ساتھ کے بعد پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا ہے۔ ابتدائی طور پر اس کا نام تجویز کیا گیا تھا جسے بعد میں نیب کے نام سے موسم کر دیا گیا۔ حالیہ عرصہ میں دیکھا گیا ہے کہ بچوں کے اغوا اور ان کے ساتھ زیادتی اور قتل جیسے سنگین جرائم میں اضافہ ہوا ہے۔ خاص طور پر قصور کی نیب جس کی عمر صرف ۹ سال تھی۔ اس ساتھ نے پاکستان کو ہلا کر رکھ دیا۔ لہذا اس بل کے ذریعے اس طرح کے جرائم کی روک تھام، بچوں کی بازیابی اور ان بچوں کی ڈھنی اور جسمانی Rehabiltation کی جائے گی۔ یہ بل وفاقی وزیر برائے انسانی حقوق ڈاکٹر شریں مزاری نے پیش کیا ہے۔

یہ بل ۲۰۱۹ء میں حکومت کی جانب سے قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا اور قائمہ کمیٹی کی جانب سے کی جانب سے کی جانے والی ضروری تبدیلوں کے بعد ۲۰۲۰ء کو اتفاق رائے سے قومی اسمبلی میں منظور کیئے جانے کے بعد ۱۳ جنوری ۲۰۲۰ء کو سینیٹ میں منظوری کے لیئے پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ بل سینیٹ سے منظوری اور صدر پاکستان کی منظوری اور دستخط کے بعد ایک قانون کا درجہ حاصل کر لے گا۔

چونکہ اٹھار ہویں ترمیم کے بعد بچوں کے تحفظ کا موضوع صوبائی حکومتوں کے دائرہ اختیار میں آ گیا ہے، اس لیئے یہ بل صرف اسلام آباد Capital Territory تک محدود رکھا گیا ہے۔ اس بل کے ابتدائیہ میں دستور پاکستان کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ دستور پاکستان کے مطابق یہ ایک بنیادی حق ہے کہ بچوں کو ان کے اغوا اور گمشدگی سے تحفظ فراہم کیا جائے اور اس میں الرٹ جاری کرنا اور اس کا جواب دینا اور گمشدہ بچے کو بازیاب کرنا شامل ہے۔ اسکے علاوہ حکومت پاکستان پر یہ لازم ہے کہ وہ بچوں کو تشدد زیادتی اور اغوا سے بچائے۔ ابتدائیہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس بل کے کام اور مقصد کے اعتبار سے کسی بھی طرح کے ٹکڑا و یا دوہرے پن سے بچنے کے لیئے واضح کیا جاتا ہے کہ ICT Child Protection، ZARRA، Advisory Board کی کام کرے گی۔ اور Support complement کی

PART I

اس بل کی دفعہ ۲ میں تعریفات بیان کی گئیں ہیں جن میں اہم یہاں بیان کی جاتی ہیں:

۱۔ اس بل کے مطابق "اغوا" سے مراد اٹھارہ سال سے کم عمر بچے کو اس کی مرضی سے یا مرضی کے بغیر، دھوکے سے، جبر سے، تشدد کے ذریعے یا کسی اور طریقے بثمول Kidnapping، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا؛ یا کوئی بچے کی غیر قانونی custody رکھے یا بچے کو اس کے والدین یا قانونی سرپرستی سے ہٹا کر کہیں اور منتقل کرے۔ تو اس بچے کا اغوا ہونا سمجھا جائے گا۔

۲۔ اس بل کے مطابق "اغوا کار" سے مراد کوئی شخص، کوئی گروہ، یا تنظیم جو کہ بچوں کے اغوا، trafficking، Kidnapping میں ملوث ہو۔

۳۔ اس بل کے مطابق "بچہ" سے مراد کوئی جرم کے ارتکاب کے وقت (اغوا کیا جانا یا گمشدہ ہو جانا)، اٹھارہ سال سے کم عمر ہو۔

اس بل کے مطابق "گمshedہ بچہ" سے مراد وہ بچہ جس کے گمshedہ ہونے کی رپورٹ، کسی پولیس اٹھیشن یا ZARRA آفس یا اس ایکٹ کے تحت کسی متعلقہ اتنا ٹیکسٹ کے اسے ہونا۔ اس کے نالہ ساتھ اتنا ٹیکسٹ کے کام، میں علم بخ کرنا۔ اسے کام کرنا کہ اسکے بھی اسکے نکاح نہ نکالنا۔

غائب ہونے کے بعد گزرنے والے وقت سے قطع نظر، بھاگ ہوا بچہ بھی گمشدہ بچہ سمجھا جائے گا۔

۲۔ اس بل کے مطابق "بازیابی" سے مراد وہ تمام تراقدامات جو کہ انواعِ شدہ یا گمشدہ بچے کے تحفظ بازیابی کے لیئے کیتے جائیں جس میں تلاش گمشدہ، تفتیش، بازیابی، اور ہنی و سماجی تربیت و امداد بھی شامل ہے۔

PART II

بل کے اس حصے میں دفعہ ۳ کے مطابق Zainab Alert, Response and Recovery Agency (ZARRA) کا قیام کیا جائے گا جو کہ ایک ڈائریکٹر جزل پر مشتمل ہو گا جن کا تقرر، وزیرِ اعظم یا ان کا نام ذکر کردہ کوئی شخص کر سکتا ہے۔ اس دفعہ کی ذیلی دفاتر میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ اس اچنی کے اسٹاف کو ہر طرح کی میجھنٹ کی سہولیات اور اہلیت و قابلیت سے آراستہ کیا جائے گا جس میں پلانگ، ڈیٹا پروسینگ، مانیٹرینگ اور اس تمام کام کے لیئے دوسرے دفاتر سے روابط بھی شامل ہیں۔ اس اسٹاف کی اہلیت، قابلیت اور تجربہ وغیرہ اس قانون کے تحت بننے والے قواعد و ضوابط میں واضح کیتے جائیں گے۔

Supreintendence and Administration of ZARRA

اس بل کی دفعہ ۲ کے تحت ZARRA کی گرفتاری ICT Child Protection Advisory Board کرے گا اور اس کے تمام انتظامات ڈائریکٹر جزل کریں گے۔

اختیارات و فرائض Powers and Functions of ZARRA

اس بل کی دفعہ ۵ میں وہ افعال بیان کیئے گئے ہیں جو ZARRA نے انجام دے گی جن میں:

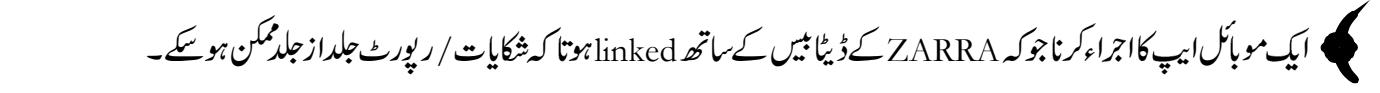
۱۔ زینب الرٹ Zainab Alert کو activate کرنا، جب وفاقی دار الحکومت میں کسی بچے کے انواعِ یا گم ہو جانے کی اطلاع ملے۔ اس الرٹ میں بچے کی شناخت کے لحاظ سے بھی تمام حاصل شدہ معلومات شامل ہوں گی اور اس الرٹ کے ذریعے پولیس اور تمام متعلقہ ایجنسیوں کو مطلع کیا جائے گا۔

۲۔ پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن سے باہمی تعلق بنانا تاکہ زینب الرٹ کو ایس ایم ایس، ایم ایم الیس جاری کیا جائے اور PEMRA سے بھی روابط رکھنا تاکہ زینب الرٹ کوئی وی چینلو پر Tickers کے ذریعے اور سوشن میڈیا اور دیگر تمام ذرائع استعمال میں لا کر جاری کیا جاسکے۔

۳۔ ایک قومی ہیلپ لائن نمبر 1099 یا کوئی اور نمبر جاری کیا جائے گا جہاں کوئی بھی شخص کسی بچے کے گشده یا انواع ہونے کی رپورٹ درج کرو سکے گا۔

۴۔ ہر گشده یا انواع ہونے والے بچے کی رپورٹ اور اس کے حوالے سے کیتے جانے والے تمام افعال و مقدمہ کی تفصیلات کا ایک مکمل ڈیٹا بیس اور آن لائن ریکارڈ، ZARRA اور متعلقہ ڈویژن دونوں میں مرتب کرنا۔ اس ڈیٹا بیس کو ہمہ وقت update رکھا جائے گا اور اس میں وفاقی دار الحکومت اور اس سے ملحوظ تمام علاقوں سے متعلق ڈیٹا موجود ہو گا جسے ZARRA ویب سائٹ کے ذریعے اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں عام کیا جائے گا۔

۵۔ جب کوئی واقعہ ZARRA میں رپورٹ ہو تو اس کے حوالے سے تمام Procedures مرتب کرنا، ہر مقدمہ کا ریکارڈ رکھنا اور مقامی قانون نافذ کرنے والے اداروں سے ملکہ کام کرنا، ماہنہ کارکردگی کی رپورٹ ویب سائٹ پر جاری کرنا اور اس ادارے کے موثر بنانے کے تمام اقدامات کرنا بھی شامل ہے۔

 ایک موبائل ایپ کا اجراء کرنا جو کہ ZARRA کے ڈیٹا بیس کے ساتھ linked ہوتا کہ شکایات / رپورٹ جلد از جلد ممکن ہو سکے۔ اور ایسے تمام اقدامات کرنا جس سے گمشدہ یا اغوا شدہ بچ کی جلد از جلد بحفاظت بازیابی ممکن ہو سکے اور ZARRA کے افعال کو موثر انداز میں چلا یا جا سکے۔

- اس بل کی دفعہ ۲ کے مطابق اسلام آباد چانلڈ پر ٹیکشن بورڈ کو ZARRA کے حوالے سے کچھ اختیارات دیئے گئے ہیں جو کہ یہ ہیں:
- ۱۔ ZARRA کی کارکرگی کا جائزہ لینا اور اس ادارے کو موثر بنانے کے اقدامات کرنا؛
 - ۲۔ F.I.R. درج ہونے سے لے کر بچ کی بحفاظت بازیابی اور اس کی ذہنی و جسمانی Rehabiltation تک تمام افعال کی صحیح اور موثر انعام دہی کے لیے ZARRA کی مدد اور نگرانی کرنا۔

Coordination between ZARRA and Local Police Station.

اس بل کی دفعہ میں ZARRA اور مقامی پولیس اسٹیشن کے باہمی تعلق اور رابطے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق پولیس اسٹیشن پر لازم ہے کسی بچ کی اغوا یا گمشدگی کی روپورٹ درج کیتے جانے کے دو گھنٹے کے اندر ZARRA کو اس کے بارے میں کسی بھی موجود مواصلاتی ذریعے مثلاً کال، فیکس، ای میل یا موبائل اپلیکیشن سے اطلاع دے۔ پولیس آفسر کے لیے یہ بھی لازم ہے کہ وہ شیدول A میں موجود تفصیلات کو بھی complaint کا حصہ بنائے۔

(نٹ: واضح رہے کہ اس بل کے ساتھ ایک شیدول بھی دیا گیا ہے جس میں اغوا شدہ یا گمشدہ بچے سے متعلق مختلف سوال کیتے گئے ہیں تاکہ اس تفصیل کے ذریعے بچ کو تلاش کرنے میں مدد سکے۔)

ZARRA اطلاع کے ملتے ہی فوراً حرکت میں آتے ہوئے بچ کی بازیابی، تفتیش اور Rehabiltation کی کوشش کرے گی۔ اگر ZARRA کے پاس کوئی براہ راست شکایت یا روپورٹ درج ہو تو ZARRA فوراً مقامی پولیس اسٹیشن سے رابطہ کرے گی اور بچ کی بازیابی کے لیے اقدامات شروع کرے گی اس میں مدعی کی جانب سے متعلقہ پولیس اسٹیشن میں شکایت درج کروانا بھی شامل ہے۔

PART III

بل کے اس حصہ میں اس پولیس آفسر کے خلاف سزا کر گئی ہے جو ارادتاً تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۵۳ کے تحت F.I.R. درج کرنے میں کوتاہی برتبے، اس پولیس آفسر کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۸۲ کے تحت ۶ ماہ کی قید کی سزا یا جرمانہ یا دونوں سزا میں دی جا سکتی ہیں۔

PART IV

بل کے اس حصہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اس بل کے نافذ ہونے کے چھ ماہ کے اندر ZARRA متعلقہ وزیر کے مشورے کے ساتھ قواعد و ضوابط ترتیب دے گی اور شیدول A میں بھی تبدیلی و ترمیم کر سکتی ہے۔ ZARRA کے تمام اخراجات کے لیے حکومت، نندز مختص کرے گی۔ ZARRA کے تمام افسران اور اسافر سرکاری ملازم تصور کیتے جائیں گے۔

PART V

بل کے اس حصہ میں بچوں کے اغوا اور گمشدگی کے حوالے سے سزا میں شامل کی گئیں ہیں۔

- ۱۔ جو کوئی کسی اٹھارہ سال سے کم عمر بچہ قتل کرنے، کوئی شدید ضرب دینے، ریپ، غلامی یا اس بچے کی زندگی کو خطرہ میں ڈالنے کے مقصد سے اغوا کرے گا۔
- ۲۔ شخص کو عمدہ قدمی (یعنی کام مشقت جو کہ اسالا کا ہمگم ۱۰ سال سے کم نہیں ہوگا، دو ہائی کا ہوگا)۔

۲۔ جو کوئی کسی اٹھارہ سال سے کم عمر بچہ کو اس نیت سے اغوا کرے کہ اس بچہ کے متعلقہ فرد سے کوئی منقولہ جائیداد حاصل کرے گا، ایسے شخص کو ۱۲ سال کی سزا نے قید اور ایک لاکھ روپے جرمانے کی سزا دی جائے گی۔

مزید یہ کہ اس بل کہ مندرجات مکمل طور پر نافذ کیتے جائیں گے مساوی ایسے اٹھارہ سال سے کم عمر ملزمان، جو کہ Juvenile Justice System Act 2018 کے تحت ہی آتے ہیں۔ اس بل کے تحت آنے والے تمام جرمائیں کے مقدمات کا نیصلہ ۳ ماہ کی مدت میں کرنا لازم ہو گا۔

کے علاوہ اس بل کی تمام دفعات کسی بھی نافذ الوقت قانون سے بر تصوری کی جائیں گی۔ Juvenile Justice System Act 2018،

تبصرہ و تجویز

یہ قانون ایک بہت اچھی کوشش ہے تاکہ ملک سے بچوں کے اغوا، ریپ اور قتل جیسے سنگین جرمائیں ممکن بنا یا جاسکے۔ اگر اس قانون کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ امریکہ کے Amber Alert سے کافی حد تک مشابہ ہے۔ Amber Alert امریکہ میں ۱۹۹۶ء میں Hagerman ایک ۹ سالہ بچی جس کے اغوا اور قتل کے بعد، نافذ کیا گیا۔ جس کے بعد کینیڈا، برطانیہ، فرانس اور دوسرے یورپی ممالک نے بھی قانون سازی کے ذریعے اسے اپنے ممالک میں بھی نافذ کیا۔ جیسا کہ اس بل کے ابتدائی میں بھی واضح کیا گیا ہے کہ بہت سے ایسے بین الاقوامی قانونی معاملات ہیں جن پر پاکستان نے دستخط کیتے ہوئے ہیں اور جو پاکستان کو پابند بناتے ہیں کہ وہ اپنے ملک میں بچوں کے حقوق اور تحفظ کے لیے قانون سازی کرے، لہذا یہ قانون اس مقصد کو بھی پورا کرتا ہے۔

کا اگر جائزہ لیا جائے تو امریکہ میں اس میں درج ہونی والی جھوٹی شکایات اور False Alarms پر قابو نہیں پایا جاسکا جس کی وجہ سے وقت کے ساتھ ساتھ عوام میں اس معاملے سے متعلق حساسیت ختم ہوتی جا رہی ہے۔ مزید یہ کہ چونکہ یہ الرٹ مختلف موافقیاتی ذرائع سے بھیجا جاتا ہے اور ہائی ویزو غیرہ پر بھی Display کیا جاتا ہے اس لیے اکثر اوقات حادثات کا باعث بھی بنتا ہے۔ اگر حکومت پاکستان اس حوالے مناسب اقدامات کرے تو ان نقصانات سے بچا جا سکتا ہے۔ اٹھارویں ترمیم کی وجہ سے وفاقی حکومت اس معاملے میں پورے ملک کے لیے قانون سازی نہیں کر سکتی لہذا صوبوں کو اس قانون کو اپنے صوبے میں نافذ کرنے کے لیے صوبائی اسمبلی میں قانون سازی کرنی ہو گی۔

مجموعی طور پر یہ ایک اچھا قانون ہے لیکن کسی قانون کے ثمرات حاصل کرنے کے لیے اس کا موثر عملدرآمد لازمی شرط ہے۔ اگر پولیس کے ادارے میں قابل اور اہل افسران ہوں اور عوام سے انسانی ہمدردی کے جذبات رکھتے ہوئے پیش آئیں تو زیادہ تر مسائل کا حل ممکن ہے۔ اگر پورٹ بروقت اور صحیح درج ہو تو موجودہ سسٹم میں رہتے ہوئے بھی اداروں کے باہمی تعلق سے جرمائیں کا خاتمہ ممکن ہے، ان مقاصد کے لیے نئے قوانین کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ تعزیرات پاکستان، ضابطہِ فوجداری اور 1997ء Anti Terrorism Act میں اب ان جرمائیں کے حوالے سے بہت سی ترمیم کی جا چکی ہیں اور ان ہی کے تحت نینب کے قاتل کو بھی عدالت نے موت کی سزا نیائی تھی۔ لہذا بینیادی مسئلہ صرف اور صرف قانون کے موثر عملدرآمد کا ہے جس کے بغیر بہترین قانون بھی جرمائیں کا خاتمہ کرنے میں ناکام ہی رہتا ہے۔

سرماںہ مزاج موت: Public Hangings

بچوں سے زیادتی پر اس سے قبل بھی سرماںہ موت کی کافی باتیں کی گئی خاص طور پر تصور کی نینب کے قاتلوں کے بارے میں ہمارے رہنماؤں نے یہی کہا کہ وہ اسکے مجرموں کو پکڑ کر سرماںہ موت دیں گے۔ اس مقصد کے لئے تعزیرات پاکستان کی دفعہ A-364 میں ۱۲۱ تک کو بھاگا، سزا نہیں ادا کر لے فہرا، یہ ترمیم ۲۰۱۸ء میں کم اگا اتحاد جمیع میں سے ٹکا کیمیٹری جے ال۔

ملک نے تعزیرات پاکستان میں ۱۳ سال تک کے بچوں سے زیادتی، اغوا، قتل جیسے جرائم پر سر عام سزا نے موت کی سزادینے کے لئے ترمیم کی تجویز دی۔ خود اس وقت کے پنجاب کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف نے نیب کے قاتلوں کو سر عام سزا کی بات اپنی پرس کانفرنس میں کی۔ مگر درحقیقت یہ صرف باتیں ہیں جو کہ ہمارے رہنماعوامی جذبات کی حمایت حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ اگر اس قسم کے سر عام سزا نے موت کے بل پاس ہو جائیں تو وہ دراصل International Covenant on Civil and Political Rights آرٹیکل 6 اور 7 کی اور

کے آرٹیکل 15 کی خلاف ورزی ہے۔ یاد رہے کہ پاکستان نے اپنے ملک میں موت کی سزا پر نظر ثانی کی Convention against Torture یقین دہانی بین الاقوامی سطح پر پہلے ہی کرواجکا ہے۔ بقول چیئر مین نیشنل کمیشن فورہ یون رائٹس جسٹس ریٹارنی نواز چوبہ ان اس قسم کی سزا کے بل پاکستان کے بین الاقوامی امور کو کمزور کرنے کے متادف ہیں۔ کیونکہ EU commission اور GSP+ جیسے فورم کو بھی سزا موت پر تحفظات ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ سزا UN Human Rights Committee کے General Comment No 20 کی بھی

[خلاف ورزی ہے](https://tribune.com.pk/story/1621544/)

سزا موت پر تحفظات کی بات صرف بین الاقوامی سطح کے فورم تک محدود نہیں ہے بلکہ خود پارلیمنٹ میں موجود پاکستانی سیاسی پارٹیوں نے اس کی مخالفت کی ہے۔

اس زمرے میں اسلامی نظریاتی کنسل نے جور و نگدی ہے۔ وہ بذات خود واضح نہیں ہے۔ کنسل کے نزدیک سر عام سزا کے لئے ترمیم کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہمارا قانونی سسٹم اس کی اجازت دیتا ہے۔ کنسل نے یہ بات Special Courts for Speedy Trials کی دفعہ ۱۹۹۲ کی Rule 364 of prison rules کو دیکھ کر کی ہے۔ مگر یاد رہے کہ پاکستانی پارلیمنٹ نے یہ ایک Act 1992 کو repeal منسوخ کر دیا تھا۔ لہذا اس ایک کے تحت سر عام سزا نہیں دی جاسکتی۔ اس طرح روپ ۳۶۴ سر عام سزا پر لا گنہیں ہوتا کیونکہ اس کے مطابق سزا کے وقت ۱۲ ابالغ عزت دار مرد سزا کے وقت موجود ہوں۔ جو کہ سزا کے گواہ ہوں۔ ان میں منتشرہ کا ولی بھی شامل ہوں وغیرہ جو جیل کے اندر یا باہر کے افراد ہو سکتے ہیں۔ کنسل نے حد زنا کی سزا کے وقت بھی ۳ سے ۲۰ گواہوں کی بات کی مگر یاد رہے کہ جیل روپز کے تحت حفاظتی نقطہ نظر کے مطابق ۱۲ افراد کو اندر آنے کی چھوٹ ہے۔ زیادتی کا شکار نیب کے والد کی درخواست جو کہ مجرموں کو سر عام سزادینے سے متعلق تھی کو سپریم کورٹ نے منظور نہیں کیا تھا صرف یہ نقطہ منظور کیا گیا تھا کہ معصوم نیب کے والد خود اس سزا کے عمل درآمد کے وقت موجود ہو سکتے ہیں۔ لیکن میدیا یا عوام الناس کو سزا کی جگہ آنے یا مشاہدہ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ شریعت کی مطابق قصاص کا بھی یہی اصول ہے۔

لہذا اگر یہ کہا جائے کہ پاکستان میں سر عام سزا کا اس وقت کوئی واضح قانون موجود نہیں ہے تو یہ درست ہوگا۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مقننه اس امر پر واضح قانون سازی کرے اور اگر کسی قسم کے بین الاقوامی معاہدات کا پاکستان پابند ہے تو عوام کو اس سے واضح طور پر آگاہ کرے۔

اس بل میں وہی اور جسمانی معذور سے زیادتی پر سزا کا اطلاق خوش آئند ہے۔ اس کے ساتھ ہی ضروری ہے کہ بچوں کے ساتھ بد فعلی کے

جرائم کو فساد الارض قرار دیا جائے۔ کیونکہ یہ بڑھنے جرائم اب فساد کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ معاشرے کو خاص طور پر والدین کو بری طرح خوف زدہ کر رہے ہیں۔

یہ بیل اگرچہ اس وقت کی ضرورت ہے مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ قانون پر سخت عمل درآمد کروایا جائے۔ کیونکہ قانون پر عمل درآمد سے جرائم پر خاطر خواہ کی واقع ہوتی ہے نہ کہ روز نئے قوانین بنائے جائیں اور کتابیں میں بند کر کے رکھ دیئے جائیں۔ اس کے ساتھ ہی ان جرائم کے خلاف ٹرائل کو فیبر بنانے کے لئے عدالتی سہولیات میں اضافہ کیا جائے اور بچہ عدالتوں میں اضافہ کیا جائے۔ متاثرہ اور ملزم کے طبعی معائنے جو کہ آج کل کے دور میں ضروری اور ناقابل تردید صورت اختیار کر چکے ہیں۔ ان کی سہولیات میں اضافہ اور نئی لیبارٹیز بنائی جائیں۔ پولیس کو ان مقدمات کی بہترین تفہیش کے لئے تربیت دی جائے۔ میڈیا پر ایسے پروگرام جو کہ مبینہ طور پر فحاشی میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ ان کی روک تھام کے لئے میڈیا پالیسی کو سخت کیا جائے۔